اقامت دین کی دعوت کے ابتدائی اور کٹھن مراحل کے لئے

قرآنی ہدایات

مسجد دار السلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۳/ ستمبر ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

سورۃ العنکبوت کی آیات ۴۵ تا ۴۷ اور سورۃ الشوریٰ کی آیت ۱۴۔۱۵ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

قرآن حکیم کے ان دونوں مقامات کا مشترکہ پس منظر یہ ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو دعوت محمدیؐ ابتدائی مراحل میں تھی اور ابھی اعوان وانصار کم تھے۔ مخالفین کو غلبہ حاصل تھا۔ اور بظاہر احوال کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ بالخصوص آپؐ کے قیام مکہ کے دورِ متوسط میں مسلمانوں کی مخالفت اور ان پر تشدد عروج پر تھا۔ گویا ان حالات میں جبکہ اقامت دین کی جدوجہد ابھی ایسے مرحلے میں ہو کہ کوئی کامیابی کے آثار نظر نہ آ رہے ہوں' اعوان وانصار کی قلت ہو تو آپؐ کی وساطت سے جو ہدایات اس دور میں مسلمانوں کو دی گئی تھیں' ان آیات میں وہ ہدایات موجود ہیں۔ سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۴۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴾ کہ خود بھی پڑھئے اور پڑھ کر سناتے رہئے وہ کتاب جو آپ کی جانب وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کرو بے شک نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکنے والی شے ہے اور اللہ کا ذکر تو سب سے بڑی شے ہے۔

خود پڑھنا اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن حکیم ہے۔ جیسا کہ قرآن میں بھی آیا ہے : ﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا ﴾ یہاں حبل اللہ سے کیا مراد ہے؟ حدیث میں اس کی وضاحت کر دی گئی ((هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِیْنُ)) "یہ (قرآن) اللہ کی مضبوط رسی ہے۔" معجم الکبیر کی ایک روایت کے مطابق آنحضور ﷺ نے فرمایا : "قرآن وہ شے ہے جس کا ایک سرا تمہارے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے"۔ دراصل تعلق مع اللہ ہی مشکلات' مصائب' آزمائشوں اور امتحانات میں استقامت کا مضبوط سہارا بنتا ہے۔ جبکہ دوسروں کو قرآن پڑھ کر سنانا دعوت و تبلیغ کا کام ہے۔ گویا دعوت و تبلیغ کا مرکز و محور اور ذریعہ بھی یہی قرآن ہے۔ اس کے بعد فرمایا نماز قائم کرو۔ یہ برائی سے بچاتی ہے۔

نماز کا معاملہ اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ نماز کی فرضیت کا ارتقاء تدریجاً ہوا ہے۔ ابتدا میں صرف رات کی نماز تھی۔ جس کا مقصد تھا کہ قیام اللیل میں قرآن کی تلاوت کر کے اسے اپنے ذہن' فکر' نفسیات اور اعصاب کے اندر اتارا جائے۔ اس کے بعد تین وقت کی نمازوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ یعنی رات کے اس قیام کو کم کیا گیا اور اس کے ساتھ صبح اور شام کی نمازوں کا اضافہ کر دیا گیا جس کا ذکر سورۃ الدھر اور سورۃ ہود میں ملتا ہے۔ پھر ۱۱ نبوی میں نماز پنجگانہ کا حکم آیا۔ جس کی طرف اشارہ سورۂ بنی اسرائیل میں موجود ہے۔ یہاں فرمایا : نماز فحاشی اور منکرات سے روکتی ہے۔ درحقیقت برائی کے یہی دو سب سے بڑے سرچشمے ہیں۔ ایک بہت بڑا محرک فحاشی ہے جس کا تعلق انسان کے جنسی جذبہ سے ہے۔ فرائیڈ کا یہ کہنا تو غلط ہے کہ انسانی جبلت میں سب سے بڑا محرک جنسی جذبہ ہے تاہم اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ یہ جذبہ اپنی جگہ بہت قوی ہے۔ یہ جذبہ حد اعتدال سے گزرتا ہے تو بے حیائی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ منکر میں سب سے نمایاں چیز مال و دولت کی ہوس ہے یعنی حب دنیا۔ یہ حرص مال ہی دراصل تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ نماز یقینی طور پر ان دونوں برائیوں سے روکتی ہے' بشرطیکہ یہ شعور کے ساتھ ادا کی جائے۔ اگر نماز صرف ایک رسم (Ritual) بن کر رہ گئی ہے تو پھر یہ نماز نہ سود خوروں کو سود سے روکتی ہے' نہ حرام کھانے اور جھوٹ بولنے سے روکتی ہے۔

آیت کا اگلا ٹکڑا بہت قابل توجہ ہے کہ اللہ کا ذکر سب سے بڑی شے ہے۔ اس ذکر سے مراد کیا ہے۔ ذکر کا مفہوم "استحضار اللہ فی القلب" یعنی اللہ کی یاد کو اپنے ذہن اور قلب میں تازہ کرنا ہے۔ جسے ہم ذکر کہتے ہیں وہ ذکر نہیں ہے' ذریعۂ ذکر ہے۔ زبان سے اللہ اکبر کہنا یا سبحان اللہ کی تسبیح کرنا ذریعۂ ذکر ہے۔ ذکر یہ ہے کہ دل میں اللہ آ جائے۔ ذکر کے کئی درجے ہیں۔ ذکر کے لئے موثر ترین شے اور ذکر کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن مجید ہے۔ اسی لئے اسے "الذکر" کہا گیا۔ کیونکہ اگر آپ قرآن کو سمجھ کر پڑھیں تو آپ کی نفسیات' آپ کا شعور اللہ سے قریب تر ہو جاتا ہے۔ دوسرا جامع ذکر نماز ہے : ﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴾ نماز میں عملی ذکر بھی ہے اور قولی ذکر بھی۔ سورۂ فاتحہ' رکوع اور سجود کی تسبیحات یعنی سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ سب قولی اذکار ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسان قیام' رکوع اور سجدے کی صورت میں عملی ذکر بھی کرتا ہے گویا نماز قولی و عملی ذکر کی جامع ہے' اسی لئے اس کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ ذکر کی ایک تیسری صورت بھی ہے۔ جس کی تاکید سورۂ جمعہ میں کثرت ذکر کی صورت میں آئی ہے۔ گویا مطلوب یہ ہے کہ اللہ کی یاد کو دوام حاصل ہو جائے۔ دوام ذکر کا بہترین ذریعہ "مسنون ادعیہ و اذکار" ہیں۔ اٹھنے' بیٹھنے' سونے' جاگنے' کھانے' پینے غرضیکہ شب و روز کے معمولات میں کوئی موقع ایسا نہیں ہے کہ جس کے حوالے سے آنحضور ﷺ سے کوئی دعا ثابت نہ ہو۔ یہ دعائیں اللہ کی یاد تازہ کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ ان دعاؤں کا دہرا فائدہ ہے۔ چونکہ یہ دعا اللہ سے مانگی جاتی ہے اس لئے ان کی بدولت ایک تو اللہ سے تعلق قائم ہوتا ہے دوسرے یہ دعائیں چونکہ مسنون ہیں لہٰذا حضور ﷺ سے بھی نسبت و تعلق کا ذریعہ ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں غیر مسنون اوراد و وظائف پر زور ہے۔ ہم صرف انہی کو ذکر سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم

نماز کو ایک رسم کی حیثیت سے پورا کر کے ایک کونے میں بیٹھ جاتے ہیں کہ ذکر ہو رہا ہے۔ اگرچہ یہ اوراد و وظائف بھی فائدے سے خالی نہیں لیکن اذکار کی ترتیب میں یہ ذکر چوتھے نمبر پر آئے گا۔

اس آیت کے حوالے سے غور طلب بات یہ ہے کہ ذکر سب سے بڑی شے کس اعتبار سے ہے؟ دراصل اقامت دین کی جدوجہد میں استقامت اہم ترین شے ہے اور اس استقامت کا ذریعہ ذکر الٰہی ہے۔ ذکر کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر انقلابی جدوجہد کے پیچھے کوئی نظریہ اور فلسفہ ہوتا ہے۔ چونکہ ذکر کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن ہے اور غلبہ و اقامت دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد کے پس پشت کار فرما انقلابی نظریہ کا منبع و سرچشمہ خود قرآن ہے۔ لہٰذا اس ذکر کے ذریعے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والا اپنی فکر کو بھی پختہ کرتا رہتا ہے۔ آیت کے آخر میں دلجوئی کا انداز ہے ﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴾ کہ اے مسلمانو! تمہاری کسی سعی سے، کسی ایثار سے اللہ ناواقف نہیں ہے۔ اور ایک بندۂ مومن کے لئے یہ ایک طرح سے بہت بڑا سہارا ہے کہ مجھ پر جو کچھ بیت رہی ہے میرا رب دیکھ رہا ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا: ﴿ وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِيْ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴾ "اور دیکھو مت جھگڑو اہل کتاب سے 'مگر بہترین طریق پر' سوائے ان کے جو ظالم ہیں۔ اور یوں کہو کہ ہم اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر بھی جو تم پر نازل ہوئیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے (لیکن) ہم صرف اسی کی اطاعت کرتے ہیں۔"

یہاں سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اہل کتاب سے کون مراد ہیں۔ سورۂ عنکبوت ۵ نبوی میں نازل ہوئی۔ اسی سورۃ میں ہجرت حبشہ کی طرف اشارہ بھی ہے۔ حبشہ میں چونکہ عیسائیوں سے سابقہ پیش آنا تھا اس لئے میرے نزدیک یہاں پر اہل کتاب سے مراد عیسائی ہیں۔ اگرچہ مکی دور کی آخری سورتوں میں اہل کتاب سے یہود بھی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ جبکہ مدنی سورتوں میں اس سے یہود و نصاریٰ دونوں مراد ہیں۔ بہرحال یہاں فرمایا جارہا ہے کہ دیکھو مسلمانو! اہل کتاب سے مت اُلجھنا مگر بہترین طریق پر' یعنی ان سے گفتگو خوبصورت انداز میں ہو' خلوص کے ساتھ ہو۔ لیکن آگے فرمایا سوائے ان کے جو زیادتی کریں' جو کج بحثی پر اتر آئیں اور جن کے بارے میں یہ صاف ظاہر ہو جائے کہ حق ان پر منکشف ہو چکا ہے اور یہ اپنی ضد کی وجہ سے ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ تو پھر کیا کرو؟ اس کے دو مفہوم لئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان سے بات ہی نہ کرو۔ دوسرا مفہوم یہ لیا گیا کہ جو ظالم ہیں ان سے کسی اچھے انداز میں گفتگو کی ضرورت نہیں بلکہ انہیں ترکی بہ ترکی جواب دیا جائے۔ اس دوسرے مفہوم ہی کے حوالے سے ہمارے ہاں علم مناظرہ وجود میں آیا ہے۔ مناظرے میں مخالف کو قائل کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اسے خاموش کرنا پیش نظر ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کا منہ بند نہ کیا جائے تو وہ عوام الناس پر اثر انداز ہوگا اور اس طرح معاشرے میں گمراہ کن افکار پھیلنے کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

اس آیت کے ضمن میں دوسری بات میں ڈرتے ڈرتے عرض کر رہا ہوں کیونکہ یہ ایک بہت نازک مسئلہ ہے۔ یعنی یہ کہ آج اگر کوئی دعوت اٹھتی ہے تو اس آیت کے مخاطب کون ہیں۔ میرے نزدیک آنحضور ﷺ کے زمانے کے بعد سے آج تک اس آیت کے مخاطب روایتی علماء اور درباری سرکاری مولوی ہیں۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کے بعد جو بھی مجدد تجدید دین کی دعوت لے کر اٹھا' روایتی علماء نے اس کی مخالفت کی اور سرکاری مولویوں نے ان کے خلاف فتوے دیئے اور انہیں جیلوں میں ڈلوایا۔ روایتی و درباری علماء کا تاریخ میں جو سب سے گھناؤنا کردار علمائے یہود کا ہے۔ جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ انہیں کافر قرار دیا اور انہیں اپنی طرف سے سولی پر چڑھوا دیا۔ اگرچہ اللہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی حفاظت فرمائی۔ اسی طرح احمد بن حنبلؒ کے زمانے میں تمام سرکاری و درباری علماء نے خلق قرآن کے مسئلہ پر گردن جھکا دی۔ لیکن حضرت امام احمد بن حنبلؒ تن تنہا ڈٹے رہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ مار کھائی کہ اگر کسی ہاتھی کو پڑ جاتی تو بلبلا اٹھتا۔ برصغیر میں درباری علماء نے سجدۂ تعظیمی کے جواز کا فتویٰ دیا لیکن احمد سرہندیؒ نے جیل میں جانا گوارا کیا مگر جہانگیر کے سامنے گردن نہ جھکائی۔ شاہ ولی اللہؒ نے قرآن کا ترجمہ کیا تو یہی روایتی علماء ان کے قتل کے درپے ہو گئے تھے۔ اسی طرح سید احمد شہیدؒ کے خلاف پشاور اور مردان کے پانچ سو علماء نے کفر کا فتویٰ دیا۔

لہٰذا جب بھی کہیں حق کی دعوت اٹھے گی یہی روایتی علماء اس کی مخالفت کریں گے۔ انہیں ڈر ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کا رجوع اس دعوت کی طرف ہو گیا تو پھر ہماری سیادت اور چودھراہٹ ختم ہو جائے گی۔ اس موضوع پر سورۂ شوریٰ کی آیات ۱۴۔۱۵ ذروۂ سنام کی حیثیت رکھتی ہیں جو میں نے ابتدا میں تلاوت کی تھیں۔ پہلے ان آیات کا پس منظر سمجھ لیجئے۔ ان آیات سے پہلے سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر ۱۳ میں اقامت دین کی فرضیت کا ذکر ہے۔ آخر میں ذکر کیا گیا کہ اے نبی آپ یہ توقع نہ رکھئے کہ آپ کی دعوت آسانی سے لوگوں کے حلق سے اتر جائے گی۔ بلکہ یہ بات تو ان مشرکوں پر بہت بھاری ہے جس کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں۔ اللہ تو جسے چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یا پھر جو شخص ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے اللہ اس کو ہدایت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیت نمبر ۱۴ میں اہل کتاب کا ذکر ہے کہ کہیں آپ ان سے بھی کوئی توقع وابستہ نہ کر لیجئے گا۔ کہیں آپ کو یہ گمان ہو کہ یہ تو واقف ہیں اللہ سے' رسولوں سے' آخرت سے' کتابوں سے اور شریعت سے لہٰذا یہ بہت جلد میری بات مان لیں گے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿ وَمَا تَفَرَّقُوْا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ﴾ "یہ اہل کتاب آپس کے تفرقے میں پڑے ہوئے ہیں' اور آپس کی ضد بازی سے باہم متفرق ہو گئے بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا تھا"۔ آنحضورؐ کی بعثت کے وقت علمائے یہود و نصاریٰ میں سانپ اور نیولے کا بیر تھا۔ اگرچہ آج یہ صورتحال نہیں ہے' تاہم حضورؐ کو بتایا جا رہا ہے کہ آپؐ ان سے کوئی توقع نہ رکھیں۔ آگے فرمایا: ﴿ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴾ "اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے وقت معین نہ ہوتا تو دنیا ہی میں ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور جن لوگوں کو ان کے بعد کتاب دی گئی ہے وہ اس کے متعلق ایسے شک میں پڑے کہ جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے"۔

اس آیت کو اپنے حالات پر منطبق کیجئے۔ جب بھی تجدید و احیائے دین یا اقامت دین کی دعوت اٹھے گی اسی قسم کی صورتحال پیش آئے گی۔ ایک تو ہمارے وہ عوام الناس جو مشرکانہ اوہام میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے آسان نہیں کہ توحید کی دعوت ان کے حلق سے نیچے اتر سکے۔ جبکہ اقامت دین دراصل توحید عملی کی انتہائی شکل ہے یعنی ایک اللہ کی بندگی پر پورا نظام قائم ہو جانا۔ اب علماء کی طرف آئیے یہاں ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے' ایک دوسرے کو چیلنج' فرقہ وارانہ مناظرے ہیں۔ کیا واقعتاً برصغیر کی تعلیم یافتہ نسل کو علماء کے اس طرز عمل نے دین سے متنفر نہیں کیا۔ یہ تو اللہ کا بڑا فضل ہے کہ کچھ شخصیات ایسی پیدا ہوئیں جن میں علامہ اقبال' مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا مودودی قابل ذکر ہیں کہ جنہوں نے اس طبقے کو از سر نو دین کی طرف راغب کیا لیکن روایتی علماء نے حسب معمول ان حضرات کی بھی مخالفت کی۔ جبکہ یہ لوگ (علماء) ہیں کہ جن کے پاس کتاب کا علم ہے' لیکن افسوس کہ اس کے باوجود ان کے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف فتوے موجود ہیں۔ ان کے اس طرز عمل کے باعث عوام الناس اللہ کی کتاب کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ آخری دور میں علماء سوء کا حال یہ ہوگا کہ وہ آسمان کے نیچے بدترین انسان ہوں گے۔ ان کے پاس سے فتنہ برآمد

ہوگا اور انہیں میں جا گھسے گا۔ اس پس منظر کو ذہن میں رکھ کر آگے چلئے کیونکہ آگے اسی حوالے سے فرمایا گیا: ﴿ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ ﴾ "(اے محمدؐ) آپ اسی (اقامت دین) کی دعوت دیتے رہئے۔ اور آپ کو جو حکم دیا گیا اس پر ڈٹے رہئے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔ اور کہہ دیجئے میرا تو ایمان ہے اس کتاب پر جو اللہ نے نازل فرمائی ہیں"۔

آگے حضور ﷺ سے کہلوایا گیا: ﴿ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ﴾ "اور مجھے تو یہ حکم ہوا ہے کہ تمہارے مابین عدل کروں"۔ آیت نمبر۱۵ کے اس ٹکڑے کے دو ترجمے ہیں۔ عام معانی میں اس سے مراد عدل قائم کرنا ہے یعنی معاشرے میں سے ہر ظلم اور زیادتی کو ختم کر دینا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان فرقوں کے درمیان بھی عدل کی ضرورت ہے کیونکہ ایک انتہا کو اگر ایک فرقہ پہنچا ہے تو دوسرا فرقہ دوسری انتہا پر ہے۔ ان کو بھی ایک نقطۂ اعتدال پر لانا ایک داعیٔ حق کیلئے بہت ضروری ہے۔ ہر تجدیدی کوشش یا اقامت دین کی جدوجہد کرنے والے کیلئے لازم ہے کہ وہ اس معاشرے میں دین کے حوالے سے جو تفرقے وجود میں آچکے ہوں ان کے جمع و تالیف کی بھی سعی کرے۔

سورۃ الشوریٰ کی اس آیت کے اگلے الفاظ کا مفہوم وہی ہے جو سورۂ عنکبوت کی آیت ۴۶ کا اسلوب ہے۔ وہاں فرمایا گیا: ﴿ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴾ یہاں یہ اسلوب دوسری شان سے بھرپور انداز میں اختیار کیا گیا ہے۔ فرمایا: ﴿ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴾ "اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں' تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں۔ ہمارے مابین حجت بازی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ ہمیں جمع کر دے گا (اسی دنیا میں یا آخرت میں) اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے"۔ وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو جائے گا کہ کون کتنے پانی میں تھا' کون حق پر تھا اور کون ہوا میں تیر چلا رہا تھا؟

اب آیئے سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر۴۷ کی طرف' یہاں پھر قرآن حکیم کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ دعوت کا اصل ذریعہ قرآن ہے: ﴿ وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۚ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمِنْ هَٰؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ ﴾ "ہم نے اے نبی اسی اصول پر یہ کتاب آپ پر اتاری ہے۔ سو ہم نے جن لوگوں کو کتاب دی تھی ان میں سے (کچھ لوگ) اس پر ایمان لے آتے ہیں" جیسے یہودیوں کے بہت بڑے عالم عبداللہ ابن سلامؓ ایمان لے آئے تھے اور عیسائیوں میں حضرت نجاشی ایمان لائے تھے "اور ان (مکہ والوں) میں سے بھی کچھ ایسے ہیں جو اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں"۔ خواہ ان کی تعداد تھوڑی ہے لیکن آپ دل برداشتہ نہ ہوں' آپ اپنی دعوت جاری رکھئے۔ "اور ہماری آیتوں سے سوائے (ضدی) کافروں کے کوئی منکر نہیں ہوتا"۔

انتقال پُرملال

تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر۲ کے دیرینہ بزرگ رفیق عبدالکریم صاحب کا لندن میں حرکت قلب بند ہونے کی بنا پر انتقال ہو گیا ہے۔ قارئین ندائے خلافت سے ان کی دعائے مغفرت کے لئے درخواست ہے۔

حالات حاضرہ

ہم اپنی آزادی امریکہ کے پاس گروی رکھ چکے ہیں

امریکہ کے حوالے سے قاضی حسین احمد کا موقف حقیقت پسندانہ ہے

فوج میں اختلافات کے نتیجے میں ملک خانہ جنگی کی لپیٹ میں آسکتا ہے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے خطاب جمعہ کے اختتام پر حالات حاضرہ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ نے اپنے حالیہ بیانات میں پاکستان کے بارے میں جو تحکمانہ لہجہ اختیار کیا ہے' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم اپنی آزادی امریکہ کے پاس گروی رکھ چکے ہیں اور پاکستان اب پورے طور پر امریکہ کی کالونی بن چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے امریکہ کے مفادات کے تحفظ اور اس کی خوشنودی کے حصول میں حکومتی ٹولے اور روایتی اپوزیشن پارٹی یعنی پی پی پی میں کوئی فرق باقی نہیں ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر امریکہ کی وفاداری کا دم بھرتے اور اس کی چاکری کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔ بقول شاعر ؎

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
انہی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ امریکہ کے حوالے سے صرف قاضی حسین احمد کا موقف حقیقت پسندانہ اور پاکستان کے مفاد میں ہے۔ لیکن قاضی صاحب بھی اسلامی انقلاب کے ابتدائی تقاضوں کو پورا کرنے اور دینی جماعتوں کو متحد کر کے اسلام کے نفاذ کی طرف آنے کو تیار نظر نہیں آتے۔

موجودہ حکومت اور فوج کے تعلقات پر گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ حکومت اور فوج کا اختلاف ملک کے مستقبل کے اعتبار سے خطرے کی سرخ بتی سے کم نہیں لیکن اس سے بھی بڑی خطرے کی بات یہ ہے کہ حکومت کہیں اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے فوج میں اختلافات پیدا نہ کروا دے پھر ملک کا یہ واحد مستحکم ادارہ بھی نہ صرف یہ کہ اپنی ساکھ کھو دے گا بلکہ شدید اندیشہ ہے کہ اس کے نتیجے میں ملک بدترین خانہ جنگی کی لپیٹ میں آسکتا ہے۔ اسی حکومت نے ایک بار پہلے اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے ملک کے اہم ترین ادارے عدلیہ میں محاذ آرائی کروائی اور عدلیہ کے وقار کی دھجیاں بکھیر دیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا واحد مستقل اور پائیدار حل صرف اسلامی انقلاب ہے۔ تاہم موجودہ سیاسی بحران کو ٹالنے کے لئے فی الوقت مڈٹرم الیکشن سے بہتر کوئی آئینی حل نہیں ہو سکتا۔ OO

اعلان داخلہ

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

بی اے سال اول میں داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 7 اکتوبر ہے۔

• سنجیدہ اور باوقار علمی ماحول • قابل اور محنتی اساتذہ • کمپیوٹر کی ابتدائی تعلیم مفت

المعلن: پرنسپل قرآن کالج 191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

کوئی چھوٹی موٹی تبدیلی اس عذاب سے ہماری جان نہیں چھڑا سکتی' اس کے لئے مکمل انقلاب کی ضرورت ہے

باون سالہ تاریخ میں حکمرانوں نے چار ایسے غلط فیصلے کئے' جنہوں نے ملک کا دیوالیہ نکالنے میں مرکزی کردار ادا کیا

اسحاق ڈار' اتفاق برادرز کے یقیناً بہت اچھے اور محنتی اکاؤنٹینٹ ہوں گے لیکن وہ قطعی طور پر ماہر اقتصادیات نہیں

مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ

ہمارے محترم اسحاق ڈار صاحب اور بقول حسن نثار کشکول کابینہ کے وزیر (خالی) خزانہ آئی ایم ایف سے دو دو ہاتھ کرنے واشنگٹن پہنچ چکے ہیں۔ جہاں تک ۲۸ کروڑ ڈالر کی قسط جاری کرنے کا تعلق ہے۔ وزیر موصوف کی اسلام آباد سے روانگی سے قبل ہی آئی ایم ایف کے ایک ذمہ دار آفیسر نے لیٹر آف انٹینٹ ارسال کئے جانے کی تصدیق کر دی تھی۔ لہٰذا ڈار صاحب نے ہوا کے دوش پر سوار ہونے سے پہلے ہی کامیابیوں اور کامرانیوں کا سفر طے کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہ بات الگ ہے کہ ہمارے محترم وزیر خزانہ کے پاؤں زمین پر کم ہی ہوتے ہیں۔ ابھی گزشتہ ماہ انہوں نے یہ کہہ کر دنیا بھر کے ماہرین اقتصادیات کو حیرت زدہ کر دیا کہ پاکستان اقتصادی بحران سے کوسوں دور نکل چکا ہے۔ سب حیران تھے کہ کونسا الٰہ دین کا چراغ ہاتھ لگ گیا ہے' لیکن ابھی چند روز پہلے ڈار صاحب ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے کہ اگر محصولات کی وصولیوں کا یہی عالم رہا تو اقتصادی بحران انتہائی خوفناک صورت اختیار کر جائے گا۔

معیشت کی بحالی کے سلسلے میں ہم حکومت کی خدمت میں یہ دست بستہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اکاؤنٹینٹ اور ماہر اقتصادیات میں فرق کو سمجھے! ایک اکاؤنٹینٹ کا بنیادی فرض یہ ہے کہ وہ کسی تجارتی یا صنعتی ادارے یا حکومت کی اقتصادی پالیسوں کے نتیجے میں ہونے والے نفع یا نقصان کا تخمینہ لگائے' وہ ۲+۲=۴ کرے اور اگر کہیں ۲+۲=۵ ہو گئے ہوں تو اس غلطی کو درست کرے۔ کوئی فرم' ادارہ یا حکومت کیا اقتصادی پالیسی بناتی ہے اور کیسے اسے چلاتی ہے' ایک کاؤنٹینٹ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ فرم اگر بہت اچھا نفع دے تو اکاؤنٹینٹ کی کوئی خوبی نہیں اور اگر دیوالیہ ہو جائے تو اکاؤنٹینٹ کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ اسحاق ڈار صاحب اتفاق برادرز کے یقیناً بڑے اچھے اور محنتی اکاؤنٹینٹ ہوں گے لیکن وہ قطعی طور پر ماہر اقتصادیات نہیں!۔ ہماری بھاری مینڈیٹ کی حامل حکومت نے ایک فزیشن کے ہاتھ میں نشتر تھمادیا ہے جس سے وہ بے دریغ چیر پھاڑ کر رہا ہے۔

یہ کہنا صریحاً ناانصافی ہوگی کہ صرف موجودہ حکومت نے اپنی ناعاقبت اندیش اقتصادی پالیسوں سے ملکی معیشت کو تباہی کے کنارے پہنچایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اپنی باون سالہ اقتصادی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ اگرچہ ہر سطح پر کرپشن اور مالیاتی بد نظمی ہماری اقتصادی تباہی کی بنیادی وجہ بنی لیکن ہمارے مختلف حکمرانوں نے اقتصادی اور معاشی سطح پر چار ایسے انتہائی غلط فیصلے کئے جنہوں نے اس ملک کا دیوالیہ نکالنے میں مرکزی کردار ادا کیا اور انہی فیصلوں کی وجہ سے ملک میں بڑی سطح پر کرپشن کی راہیں کھلیں۔

۱) غیر ملکی قرضے حاصل کرنے کا فیصلہ اور انہیں بجٹ سازی کا حصہ بنانا۔
۲) بھٹو دور میں کی جانے والی نیشنلائزیشن۔
۳) بے نظیر دور میں غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ بجلی کے معاہدے۔
۴) نواز شریف دور میں غیر ملکی کرنسی اکاؤنٹس کا منجمد کیا جانا۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ چونکہ امریکہ اور عیسائی یورپ نے پاکستان کے وجود میں آجانے کو برصغیر کی غیر فطری اور غیر منطقی تقسیم کا نتیجہ قرار دیا تھا لہٰذا آغاز میں اس نومولود کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ عام خیال یہ تھا کہ چند سالوں میں یہ پکے ہوئے پھل کی طرح بھارت کی جھولی میں گر جائے گا یا اس کی طفیلی ریاست کی حیثیت سے زندہ رہنے کی کوشش کرے گا' خصوصاً اس لئے کہ اس کے پاس نہ کوئی اقتصادی ماہر ہے اور نہ کوئی بنکار۔ کیونکہ بیسوی صدی کے آغاز ہی میں یہ بات بالکل واضح ہو گئی تھی کہ آنے والا دور اقتصادیات کا دور ہو گا جس میں بینکنگ کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گی اسی لئے ایک انگریز آفیسر نے پاکستان بننے کے بعد زاہد حسین کو چیلنج کیا تھا کہ آپ لوگ کبھی بھی پاکستان میں کوئی مرکزی بینک قائم نہیں کر سکیں گے۔ لیکن یہ معجزہ قائداعظم کی زندگی ہی میں رونما ہو گیا کہ سٹیٹ بینک آف پاکستان قائم ہو گیا۔ پچاس کی دہائی میں جب پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا شروع ہوا تو امریکہ پاکستان کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے ہمارے دفاع اور معیشت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ لہٰذا ہمارے فوجیوں کے تربیتی کورس امریکہ میں شروع کئے گئے اور اقتصادی ترقی کے لئے ایڈ کا سلسلہ شروع کیا جو ایڈ نہیں ایڈز تھی۔ اس موذی مرض نے ہمارے حکمرانوں کو انسان سے سانپ بنادیا اور وہ اپنے ہی بچے نگلنے لگے' قرض کی مے وہ رنگ لائی کہ الامان الحفیظ۔

اس نشے میں آہستگی سے اور غیر محسوس انداز میں اضافہ کیا گیا کہ آج یہ ہمارے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے۔ آج تک ہمارا کوئی حاکم قرضوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے کوئی انقلابی قدم نہیں اٹھا سکا۔ بھٹو صاحب مزدور اور کسان کا نعرہ لگا کر اقتدار میں آئے تھے۔ وہ خود ایک بڑے جاگیردار تھے لہٰذا جاگیردار جلد ہی ان کا قرب اور اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے' البتہ صنعت کار اور سرمایہ دار نے مزاحمت کی۔ وہ دور سوشلزم کی جوانی کا دور تھا۔ بھٹو صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ملکی صنعت کا بہت سا حصہ قومیا لیا۔ وہ انتظامیہ جو نااہل اور ناتجربہ کار تو تھی ہی اور غیر ملکی امداد نے اسے کرپشن میں بھی ملوث کر دیا تھا' جب نیشنلائزیشن کی پالیسی نے اسے وسیع اختیارات کا حامل بنا دیا اور بے شمار وسائل کے استعمال کا قانونی حق دے دیا تو وہ صنعتی ادارے جو سونا اگل رہے تھے جلد ہی خسارے میں چلنے لگے۔ دوسرا یہ کہ نیشنلائزیشن نے سرمایہ دار کو خوف زدہ کر دیا جس سے اس نے سرمایہ کاری کے لئے بیرون ملک کا رخ کر لیا۔ معیشت کے لئے تیسرا تباہ کن فیصلہ غیر ملکی کمپنیوں سے بجلی کی پیداوار اور خرید کے معاہدے تھے۔ اگرچہ ان معاہدوں کا آغاز میاں نواز شریف نے اپنے پہلے دور حکومت میں کیا۔ جبکو کمپنی جس کے ساتھ آج کل پاکستان

کا تنازعہ اپنے عروج پر ہے' میاں نواز شریف ہی کی حکومت نے اس کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔ اگرچہ پاکستان جیسا جغرافیہ رکھنے والے ملک تھرمل پاور کے لئے معاہدے کرنا ہی حماقت عظمیٰ ہے لیکن بہرحال نواز شریف کے دور میں یہ معاہدہ پھر بھی معقول نرخوں پر کیا گیا تھا۔ لیکن جب بے نظیر دوسری مرتبہ وزیراعظم بنی تو مختلف کمپنیوں کے ساتھ اندھا دھند معاہدے کئے گئے جن میں شاید مدنظر رکھی جانے والی شے صرف "کمیشن" تھی۔ ان معاہدوں نے ملکی معیشت کی کمر توڑ دی۔

چوتھا فیصلہ جس نے معیشت کو تباہ کیا اسے فیصلہ کہنا مناسب نہیں بلکہ وہ ڈاکہ تھا جو ایک "امین" نے امانتوں پر ڈالا تھا۔ فارن کرنسی اکاؤنٹس غیر ممالک میں آباد پاکستانیوں نے نواز شریف کے پہلے دور میں سٹیٹ گارنٹی حاصل کرنے کے بعد کھولے تھے۔ انہیں یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ انہیں کسی بھی صورت میں نہیں چھیڑا جائے گا' لیکن ایٹمی دھماکے کی آڑ میں یہ اکاؤنٹس منجمد کردیئے گئے اور لوگوں کو مجبور کیا گیا کہ چھیالیس روپے کے فکس ریٹ میں اپنے ڈالر تبدیل کرلیں۔ بعدازاں معلوم ہوا کہ ان اکاؤنٹس کا بہت بڑا حصہ تو حکومت اپنی زرمبادلہ کی کمی کو دور کرنے کے لئے پہلے ہی ہضم کرچکی ہے۔ پھر ہمارے وزیر محترم نے یہ بیان دے کر متاثرین کے زخموں پر نمک چھڑکا کہ اگر پاکستان میں کہیں سے سونے کے ذخائر برآمد ہو گئے تو ہی یہ رقم غیر ملکی کرنسی میں واپس کی جاسکتی ہے۔ اول تو اس خیانت کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ یاد رہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منافق کی جو چار نشانیاں بتائی ہیں ان میں سے ایک خیانت بھی ہے۔ حکومت کے اس قدم نے لوگوں کے اعتماد کو بری طرح مجروح کردیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب موجودہ حکومت کی اس طرح کی اپیلوں پر کوئی کان دھرنے کو تیار نہیں۔

اگرچہ گہرائی میں جایا جائے تو ہماری معیشت کی تباہی کی اور بہت سی وجوہات بھی منظر عام پر آئیں گی لیکن حکمرانوں کی طرف سے کئے گئے ان چار بڑے اور بنیادی فیصلوں نے ہمیں کنگال کیا ہے۔ اب بھی کشکول شکنی کا دعویٰ کرنے والی ہماری حکومت نے جو طرز عمل اختیار کیا ہوا ہے اسے اگر کشکول کابینہ کہا گیا ہے تو کوئی غلط نہیں کہا گیا۔ ایک بار پھر عرض کرنے کی جرأت کروں گا کہ کوئی چھوٹی موٹی تبدیلی' کوئی لیپا پوتی' کوئی مینا کاری اس عذاب سے ہماری جان نہیں چھڑا سکتی' اس کے لئے مکمل انقلاب کی ضرورت ہے۔ معاشی' معاشرتی اور سیاسی سطح پر اسلامی نظریے کی بنیاد پر بننے والی اس مملکت میں یہ انقلاب صرف ایسا اسلامی انقلاب ہو سکتا ہے جو بتدریج تمام ضروری مراحل کو طے کرکے وقوع پذیر ہو۔

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضرب مؤمن ۲۴ تا ۳۰ ستمبر ۹۹ء

ہر شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام کرے ○ امیر المومنین ملا محمد عمر

طالبان کے مرکز قندھار سے نشر شدہ ایک خصوصی پیغام میں حضرت امیرالمومنین نے امارت اسلامیہ سے وابستہ تمام وزراء' گورنروں' کمانڈروں اور مجاہدین سے کہا ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خصوصی اہتمام کریں۔ اپنے اور اپنے ماتحتوں کے اعمال کی طرف متوجہ کرتے ہوئے حضرت امیرالمومنین نے کہا کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اور ماتحتوں کے اعمال کی اصلاح اور ان کا کڑا احتساب کرو ورنہ کل پچھتاؤ گے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ اگر کوئی بڑے سے بڑا شخص بھی خلاف شرع کام کا مرتکب ہو تو خاموشی اختیار نہ کریں۔ ہم نے روس یا امریکہ کی افواج کے خلاف قیام نہیں کیا' ہمارے مخالفین ہمارے ہی بگڑے ہوئے وہ طاقتور حکمران تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے پانچ ابابیل صفت طلبہ کو مسلط کرکے رسوا کیا۔ سو اگر آج ہم بھی بگڑ گئے تو ہمارا حشر پہلوں سے زیادہ برا ہوگا اور ہم پہلوں سے زیادہ رسوا ہوں گے۔ جنگی صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت امیرالمومنین نے کہا کہ جنگ میں کامیابی یا ناکامی کی اہمیت نہیں' اصل اور سب سے اہم چیز ہر قدم پر اللہ کی اطاعت اور نافرمانی سے بچنا ہے۔ انہوں نے بڑے درد سے کہا کہ اگر دین کی خاطر دنیا بھر کی دشمنی مول لے کر بھی ہم نے دین کی پابندی نہ کی تو یاد رکھیں ہمیں ذلت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ حضرت امیرالمومنین کے اس پیغام کا تفصیلی متن ان شاء اللہ عنقریب پیش کیا جائے گا۔

کابل جلال آباد شاہراہ 6 ماہ میں بن جائے گی ○ ملا صلاح الدین اخوند

اسلامی امارت کے ترقیاتی بجٹ اور ہمسایہ ملک پاکستان کی مالی مدد سے کابل جلال آباد شاہراہ کی تعمیر کا افتتاح ہوا۔ یہ سڑک ابتدائی طور پر ساڑھے دس کلومیٹر پختہ طور پر تعمیر کی جائے گی اور بعد میں بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ نائب وزیر مواصلات ملا صلاح الدین اخوند نے کہا ہے کہ یہ سڑک چھ ماہ کے دوران مکمل ہوگی۔ سڑک کی تعمیر کا افتتاح وزیر فوائد عامہ ملا اللہ داد اور صوبہ ننگرہار کے قائم مقام گورنر مولوی صدر اعظم نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ سڑک کی تعمیر کی وجہ سے افغان عوام کو ترقی کے نئے مواقع میسر ہوں گے۔

امارت اسلامیہ سے نکلتے ہی روحانی کیفیت کا زاویہ بدل گیا ○ پاکستانی تاجر

امارت اسلامیہ کے معاشرے پر اتنے مفید اور گہرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں کہ ملک کا ہر شہری حکومت الٰہیہ کے انوار و برکات کا مشاہدہ کرکے اعلیٰ درجہ کی روحانی لذت دل میں محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حال ہی میں کابل سے راولپنڈی آنے والے ایک تاجر سے امارت اسلامیہ کے قائم کردہ معاشرے کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے جواب میں تین مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہا کہ میں جب سے امارت اسلامیہ کی سرحد عبور کرکے پاکستان میں داخل ہوا ہوں یوں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے قلب کی روحانیت کا زاویہ ۱۸۰ درجے پیچھے جا چکا ہے۔ پاکستان میں ہر طرف منکرات و فواحش کی اتنی بھرمار ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہے' لیکن اگر ہم امارت اسلامیہ کے گلی کوچوں اور بازاروں میں گھوم رہے ہوں تو یوں سمجھتے ہیں کہ مسجد میں ہیں' یعنی وہاں منکرات و فواحش سے بالکل پاک معاشرہ قائم ہے۔

کیا آپ ٹائی باندھتے ہیں؟

خبردار نکٹائی آپ کی بینائی کو متاثر کرسکتی ہے۔ ہفت روزہ ورلڈ آف نیوز نے طبی ماہرین کی جدید تحقیق کے حوالے سے کہا ہے کہ ٹائی لگانے کی وجہ سے خون کا دوران اور دماغ اور آنکھوں کو آکسیجن کی فراہمی کم ہوجاتی ہے۔ ڈاکٹروں نے اس سلسلے میں نکٹائی لگانے والوں اور گلے کو کھلا رکھنے والے افراد پر ایک سٹڈی کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نکٹائی لگانے والے افراد ایک ہی قسم کی روشنی اور لرزتی ہوئی روشنی میں فرق بھی نہیں کرسکتے۔ تحقیق کے مطابق کس کر نکٹائی باندھنے والوں کی بینائی میں جزوی اندھاپن بھی پیدا ہوسکتا ہے۔ (جنگ ۷ ستمبر ۹۹ء)

مشرقی تیمور۔ پس منظر اور پیش منظر

تحریر: نعیم احمد خان

امریکہ بہادر نے انڈونیشیا کی طرف سے آنکھیں کیا پھیریں' سب سے بڑے اسلامی ملک پر "اقوام متحدہ" کی "یلغار" شروع ہو گئی۔ اب مشرقی تیمور میں "کشت و خون" پر "بند باندھنے" کے بہانے مغربی فوجوں کی "آمد آمد" ہے۔ عالمی میڈیا کے اعصاب پر بھی مشرقی تیمور سوار ہے۔ سوال یہ ہے کہ یکدم یہ معاملہ اتنا طوفانی کیونکر بنا دیا گیا؟ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کی کوشش سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انڈونیشیا اور اس کے صوبہ مشرقی تیمور کے تاریخی پس منظر پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

انڈونیشیا، بحر ہند اور بحر الکاہل کے درمیان ایشیا کے جنوب مشرق اور آسٹریلیا کے شمال مغرب میں ہزاروں چھوٹے بڑے جزائر پر مشتمل ہے جسے باقاعدہ طور پر ۲۷ اگست ۱۹۴۹ء کو ایک آزاد ریاست کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ انڈونیشیا کے جزائر کو چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جن میں جزائر سونده صغیر جو جاوا سے آسٹریلیا تک پھیلے ہوئے ہیں اور جن کو انڈونیشی لوگ نوسا تنگارا یعنی جنوب مشرقی جزائر کہتے ہیں' ان میں تیمور سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ جزیرہ تیمور شروع میں دو حصوں میں تقسیم تھا۔ مغربی حصہ جس کا بڑا شہر کوپانگ ہے انڈونیشیا کے زیر انتظام تھا جبکہ مشرقی تیمور پرتگال کے زیر قبضہ تھا۔ جس کا بڑا شہر ڈیلی ہے۔

۱۹۵۱ء میں مشرقی تیمور پرتگال کا صوبہ قرار پایا۔ ۱۹۷۵ء میں مشرقی تیمور میں جھڑپیں شروع ہو گئیں اور ۲۸ نومبر کو ڈیموکریٹک ری پبلک آف ایسٹ تیمور کے نام سے آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ دسمبر ۱۹۷۵ء میں انڈونیشی فوجوں نے حملہ کر دیا اور ۱۷ جولائی ۱۹۷۶ء کو مشرقی تیمور انڈونیشیا کا ۲۷واں صوبہ بن گیا۔

مشرقی تیمور میں اونچے پہاڑی سلسلے اور آتش فشاں چوٹیاں ہیں سب سے بڑی چوٹی کی اونچائی ۲۹۶۰ فٹ ہے۔ مارچ سے اکتوبر تک موسم خشک جبکہ دسمبر سے فروری تک بکثرت بارشیں ہوتی ہیں۔ زمین زرخیز ہے۔ صندل کی لکڑی' ناریل' کھالوں اور گھوڑوں کی تجارت ہوتی ہے۔ تیمور اور اس سے ملحقہ جزیروں میں ۱۶ویں صدی میں اسلام پھیلا۔ مشرقی تیمور میں آج کل ۹۰ فیصد لوگ کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں ۴۰ سے زائد زبانیں بولی جاتی ہیں۔ لسانی اور نسلی اعتبار سے جزیرہ تیمور انڈونیشیا کے زیادہ قریب ہے۔

۱۹۹۶ء کی مردم شماری کے مطابق مشرقی تیمور کی آبادی ۸۵۹۷۰۰ ہے۔ غربت اور بیروزگاری کافی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۳۴۱۸۸۷ افراد لیبر فورس کا کام کرتے ہیں۔ لوگوں کی اوسط عمر ۴۵ سال بتائی جاتی ہے جو بعض پسماندہ ممالک سے بھی کم ہے۔ پہلے تو حالات اور بھی خراب تھے۔ انڈونیشی دور میں کافی ترقی ہوئی۔ مشرقی تیمور میں تیل بھی کافی ہے لیکن ۱۹۸۹ء میں ہونے والے "تیمور گیپ آئل اگریمنٹ" کے مطابق تیل آسٹریلیا حاصل کرتا ہے۔

امریکہ اور اس کے حواریوں نے پہلے پہل انڈونیشیا کو ایشیائی ٹائیگر بننے کے خواب دکھلا کر سرمایہ کاری کی اور پھر گدھے کے سر سے سینگوں کے مانند غائب ہو کر اس کے دیوالیہ ہونے کا تماشا دیکھنے لگے۔ "رخ انور" پھیرتے ہی مئی ۱۹۹۸ء میں امریکی وزیر خارجہ میڈلین البرائٹ نے صدر سوہارتو کو اقتدار سے علیحدہ ہونے کا "حکم" صادر فرمایا جس نے "تعمیل ارشاد" کرتے ہوئے چند ہی گھنٹوں میں کرسی نائب صدر مسٹر حبیبی کو دے دی۔ اس کے بعد مشرقی تیمور کا مسئلہ کھڑا کر دیا گیا۔ اور یہ مسئلہ اس قدر اچھالا گیا کہ صدر حبیبی کو مجبور کر دیا گیا کہ انہیں ریفرنڈم کی حامی بھرنا پڑی حالانکہ مشرقی تیمور کا مسئلہ اس قدر شدید نوعیت کا نہ تھا۔ تاہم ریفرنڈم میں ۷۸ فیصد عوام نے علیحدگی کے حق میں رائے دی جس کی توثیق نومبر میں انڈونیشیا کا سب سے بڑا آئین ساز ادارہ کرے گا مگر اقوام متحدہ کی نگرانی میں کئے گئے اس ریفرنڈم پر بعض حوالوں سے شکوک و شبہات کا اظہار بھی کیا جا رہا ہے۔

اس تیز رفتار تبدیلی کو محض مشرقی تیمور کی آزادی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دراصل انڈونیشیا کے حصے بخرے کرنے کی سازش ہے۔ مالوکو اور رامبون میں پہلے ہی تحریکیں چل رہی ہیں جنہیں اب مزید ہوا ملے گی۔ چنانچہ انڈونیشی پارلیمنٹ اریان جایا اور مالوکو کے مزید ۵ صوبے' بنانے کی منظوری دے کر ان تحریکوں کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

تھائی لینڈ' نیوزی لینڈ اور جنوبی کوریا سمیت ۲۳ ملک مشرقی تیمور میں اپنی فوجیں بھیجیں گے جبکہ پرتگال میڈیکل یونٹ فراہم کرے گا۔ مجموعی طور پر ۷ ہزار فوجی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے مگر انڈونیشی وزیر خارجہ علی الاتاس نے بجا طور پر تشویش ظاہر کی ہے کہ یہ تعداد ۱۲ ہزار سے تجاوز کر جائے گی۔ صدر حبیبی کو فوجیوں کی درآمد اس لئے بھی قبول کرنا پڑی کہ اقتصادی بحالی کے لئے وہ آئی ایم ایف سے پاکستان پر تمام قرضوں کے برابر ۴۳ ارب روپے حاصل کرنا چاہتا ہے مگر یہ دال پھر بھی گلتی دکھائی نہیں دیتی۔

مشرقی تیمور میں فوجوں کی موجودگی انڈونیشیا' ملائشیا اور دیگر اسلامی ممالک کے علاوہ مشرق میں حریفوں کے لئے امریکہ کو ٹھکانہ مل جائے گا جو اس پورے کھیل کا مطمح نظر لگتا ہے۔

مشرقی تیمور کے مسئلہ کی وسیع تر تشہیر اور عالمی برادری کی دلچسپی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امریکہ میں مقیم ایک عام پاکستانی صحافی کو بھی اس بارے میں تمام تر تفصیلات بہم پہنچائی جاتی رہیں اور اس طرح رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی گئی' مگر کشمیر کے معاملہ میں عالمی برادری اور اقوام متحدہ کی خاموشی کا سبب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ یہاں مظلوم عوام مسلمان ہیں۔ جبکہ مشرقی تیمور میں عیسائیوں کی اکثریت ہے۔ تاہم مسئلہ کشمیر کی عالمی سطح پر شناخت نہ ہونے کی دوسری وجہ ہماری خارجہ پالیسی بھی ہے جو "ہرچند کہیں کہ ہے' نہیں ہے" کے مصداق ہے۔ شاید انہی وجوہات کی بنا پر مشرقی تیمور جس کی آزادی سے متعلق اگرچہ کوئی پیشگی قرارداد بھی نہ تھی' وہ عالمی برادری کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ چنانچہ مشرقی تیمور کے تناظر میں اقوام متحدہ کے لئے اگر مسئلہ کشمیر ایک لمحہ فکریہ اور احساسِ ندامت کا اعلان ہے تو ہمارے لئے جاگ اٹھنے کا الارم!!

ضرورت رشتہ

صوم و صلوٰۃ اور پردہ کی پابند ۳۰ سالہ' بی اے' بی ایڈ' ایم اے انگلش لڑکی کیلئے تعلیم یافتہ سرکاری ملازم یا مستحکم کاروباری دینی ذہن کے مالک کا رشتہ مطلوب ہے۔
رابطہ: پوسٹ بکس نمبر 8016' باغبانپورہ پوسٹ آفس لاہور

لیگزنگٹن (امریکہ) میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی دعوتی سرگرمیاں

رپورٹ : عرفان اقبال

۲۷/اگست سے ۳۰/اگست تک' ڈاکٹر اسرار احمد نے سنٹرل کینٹکی کی اسلامک سوسائٹی کا دورہ کیا۔ یہاں اُن کے چار لیکچرز کی سیریز اور خطبۂ جمعہ کا پروگرام ترتیب دیا گیا تھا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۲۷/اگست ۹۹ء : جمعۃ المبارک کے دن امیر محترم نے لائم سٹون مسجد میں خطبہ جمعہ ادا کیا۔ یہ خطبہ پینتیس منٹ کے دورانئے پر محیط تھا۔ اسی شام کو امیر محترم نے سنٹرل کرسچین چرچ میں ڈیڑھ گھنٹے کا لیکچر دیا۔ جس کا موضوع تھا "حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے مقاصد بعثت کا تقابلی جائزہ"۔ اس لیکچر کے موقع پر تقریباً تین سو افراد موجود تھے۔ یہ پروگرام تلاوت قرآن حکیم سے شروع ہوا۔ تلاوت کی سعادت ڈاکٹر سلیم قریشی نے حاصل کی جو لیگزنگٹن میں قیام کے دوران ڈاکٹر صاحب کے میزبان بھی تھے۔ گرجا گھر کے ایک مرصع ہال میں تلاوت اور نماز مغرب کے بعد ڈاکٹر جان پارکس نے سامعین سے ڈاکٹر اسرار احمد کا تعارف کرایا۔ ڈاکٹر جان پارکس نے تقریباً چھ سال قبل اسلام قبول کیا تھا۔ اور آج کل وہ سپریچوئل (pritual) گروتھ نیٹ ورک (SGN) کے صدر ہیں اور اسی تنظیم نے گرجا گھر کی انتظامیہ اور سنٹرل کینٹکی کے اسلامک سنٹر کی معاونت سے اس لیکچر کا اہتمام کیا تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے لیکچر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے مقاصد بعثت کی مماثلات اور امتیازات کا بہت عمدہ تجزیہ پیش کیا۔ سامعین اس خطاب سے مسحور نظر آرہے تھے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کا مقصد بعثت دراصل ایک ہی ہے یعنی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنا۔ انسان کے دین کی بجائے اللہ کے دین کی بالادستی قائم کرنا۔ فرق فقط اتنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے جبکہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کامیاب ہو گئے۔ البتہ ڈاکٹر اسرار احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشن کی ناکامی کی وجوہات پر بھی روشنی ڈالی۔ لوگوں نے اس تقابلی مطالعے کو بہت پسند کیا کیونکہ اس کے ذریعے ڈاکٹر صاحب نے بالکل درست تاریخی' مذہبی اور سماجی وسیاسی موازنہ پیش کیا تھا۔ لیکچر کے بعد سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔

۲۸/اگست ۹۹ء : ہفتے کے روز رات ساڑھے 8:30 بجے سنٹرل کینٹکی کے اسلامک سنٹر میں محترم ڈاکٹر صاحب نے دوسرا لیکچر دیا جس کا موضوع تھا "سیاسی سرگرمیوں میں مصروف عمل مسلمانوں کے لئے راہنما اصول" اس لیکچر کے سامعین کی تعداد تقریباً دو سو تھی۔ اس لیکچر میں محترم ڈاکٹر صاحب نے اسلام اور قرآن کی روشنی میں وہ راہنما اصول بیان کئے جن کے مطابق مسلمانوں کو اپنی سیاسی' معاشی اور معاشرتی معاملات کو ڈھالنا چاہئے۔ یہ موضوع اس اعتبار سے خاص طور پر اہمیت کا حامل تھا کہ امریکہ میں مقیم مسلمان وہاں کی خاص سیاسی زندگی کا حصہ بننے یا نہ بننے کے بارے میں شکوک و شبہات میں گرفتار ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے انسانی زندگی کے معاشرتی' سیاسی اور اقتصادی پہلوؤں کے حوالے سے مسلمانوں پر قرآن حکیم کی عائد کردہ ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس الجھن کا سادہ مگر عمدہ اور ٹھوس حل پیش کیا۔ آخر میں آدھے گھنٹے پر مبنی سوال و جواب کی نشست ہوئی۔

۲۹/اگست ۹۹ء : اتوار کو محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے بلال مسجد میں لیکچر دیا جس کا موضوع "سورۃ الحج کی آخری دو آیات کی روشنی میں مسلمانوں کے دینی فرائض اور ذمہ داریوں کا جامع تصور" تھا۔ یہ لیکچر تقریباً پونے دو گھنٹے پر محیط تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن کی روشنی میں "دینی فرائض کے جامع تصور" کو نہایت عمدگی سے پیش کیا۔ خاص طور پر اسلام میں جہاد کے تصور اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ہماری زندگی میں اس کی اہمیت کا بیان بہت اعلیٰ تھا۔ لیکچر کے بعد آدھے گھنٹے پر مبنی سوال و جواب کا سیشن بھی ہوا۔

۳۰/اگست ۹۹ء : پیر کو سہ پہر ساڑھے چار بجے ڈاکٹر اسرار احمد نے یونیورسٹی آف کینٹکی کے شعبہ علوم شرقیہ میں چالیس منٹ کا لیکچر دیا۔ یہاں ادارے کی مناسبت سے موضوع تھا "علم الادیان اور علم الابدان کا فرق" شرکاء کی تعداد تقریباً پچاس تھی جس میں فیکلٹی کے بہت سے طلبہ اور اساتذہ شامل تھے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے اس لیکچر میں بڑی وضاحت سے علم الادیان اور علم الابدان کے درمیان اختلافات اور مماثلات بیان کیں اور لیکچر کے بعد جو سوال وجواب کی نشست ہوئی اس سے واضح طور پر اس لیکچر کی اہمیت اور اثر پذیری کو محسوس کیا جا سکتا تھا۔ خاص طور پر فیکلٹی کے ارکان نے کافی سوالات پوچھے جن میں مزید تیس منٹ صرف ہو گئے۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت کچھ بہتر نہ تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے بڑے صبر اور خود اعتمادی سے حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

تعارف و تبصرہ

نام کتاب : They Dare To Speak Out

اردو ترجمہ : شکنجۂ یہود

مترجم : سعید رومی

ملنے کا پتہ : (۱) صفہ پبلشرز ۱۹۔ اے ایبٹ روڈ' لاہور

(۲) قرآن اکیڈمی ۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن' لاہور

قیمت : ۲۲۰ روپے

متذکرہ کتاب مشہور امریکی کانگریس رکن پال فنڈلے کی جرأت مندانہ تصنیف ہے جس کا ترجمہ شکنجۂ یہود کے نام سے سعید رومی نے کیا ہے۔ جسے پڑھنے کے بعد سب سے پہلے قاری کو اندازہ ہوتا ہے کہ امریکہ جیسے تحریر و تقریر کی آزادی کے علمبردار ملک میں یہودی لابی کے خلاف سچ بولنا نہ صرف کٹھن بلکہ جان لیوا کام ہے۔ جس کا اندازہ مصنف کے تحریر کردہ کتاب کے دیباچے سے ہوتا ہے کہ امریکہ کے طول و عرض میں اس کتاب کے مسودے کی تعریف تو بہت کی جاتی تھی۔ مگر یہودی لابی کے خوف سے کوئی پبلشر اسے شائع کرنے پر تیار نہیں تھا۔ اب جبکہ اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں تو امریکہ میں اسے انتہائی منظم طریقہ سے شالوں سے غائب کر دیا جاتا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے نہ صرف طاقت کے سرچشموں پر یہودی اجارہ داری کی حقیقت کھلتی ہے بلکہ طاقتور امریکہ کی بے بسی کا بھی اندازہ ہوتا ہے' جو اس یہودی اقلیت کے ہاتھوں بری طرح یرغمال بن چکے ہیں۔ جس طاقت ور ملک کا طاقت ور صدر کوئی معمولی سے اقدام کیلئے بھی اس خطرناک اقلیت کے مفادات کا دس بار جائزہ لے اس سے عالمی معاملات میں انصاف کی توقع عبث ہے۔ یہی اس کتاب کا بنیادی نچوڑ ہے جسے امریکی تاریخ کے عکس کے ساتھ خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ تھیں حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا

تحریر : زاہدہ شوکت

آپ اکثر صحابیات کا ذکر سنتے اور پڑھتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک صحابیہ حضرت اُمّ عمارہ بھی ہیں' جنہوں نے اپنی زندگی میں بے شمار جنگوں میں حصہ لیا اور زخمی ہوئیں' تکلیفیں جھیلیں' مشکلات کا سامنا کیا اور پھر اس پر صبر بھی کیا۔

ان کا اصل نام "سیبہ" اور اُمّ عمارہ کنیت ہے۔ ان کا پہلا نکاح زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے ہوا پھر عروہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور ان کے ساتھ بیعت عقبہ میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ احد' حدیبیہ' خیبر' حنین اور یمامہ کی لڑائیوں میں شامل ہوئیں۔ احد کی لڑائی میں پانی کا مشکیزہ لے کر چل دیں یہ دیکھنے کے لئے کہ مسلمانوں پر کیا گزری ہے؟ اور اگر کوئی پیاسا زخمی ملا تو پانی پلا دوں گی۔ پہلے پہل مسلمانوں کو فتح اور غلبہ ہو رہا تھا لیکن تیراندازوں کی وجہ سے جب کافروں کا غلبہ ہونے لگا تو اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا حضورؐ کے قریب پہنچ گئیں اور جو کافر ادھر کا رخ کرتا اس کو ہٹاتی تھیں۔ وہ بتاتی ہیں کہ ابتدا میں ان کے پاس ڈھال بھی نہ تھی' بعد میں ڈھال ملی جس سے کافروں کا حملہ روکتی تھیں۔ کمر پر ایک کپڑا باندھ رکھا تھا جس میں مختلف قسم کے چیتھڑے بھرے ہوئے تھے۔ جب کوئی زخمی ہو جاتا تو ایک چیتھڑا جلا کر اس کے زخم میں بھر دیتی۔ خود بھی زخمی ہوئیں اور تیرہ زخم آئے۔

اُمّ سعید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ان کے کندھے پر ایک بہت بڑا زخم دیکھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کس طرح پڑا تھا؟ کہنے لگیں احد کی لڑائی میں جب لوگ ادھر ادھر پریشان پھر رہے تھے تو ابن قمیہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ اگر آج وہ بچ گئے تو میری نجات نہیں۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور چند آدمی اس کے سامنے آگئے' جن میں' میں بھی تھی اس نے میرے کندھے پر وار کیا۔ میں نے بھی اس پر کئی وار کئے مگر اس پر دوہری زرہ تھی اس لئے زرہ پر وار رک جاتا تھا۔ اس نے میرے کندھے پر وار کیا' یہ زخم ایسا سخت تھا کہ ایک سال بھر اس کا علاج کیا مگر اچھا نہ ہوا۔

اصل میں وہ لوگ گھوڑے پر سوار تھے اور ہم پیدل۔ جب گھوڑے پر کوئی آتا اور مجھے مارتا تو میں اس کے حملے کو ڈھال پر روکتی اور جب وہ مجھ سے منہ موڑ کر دوسری طرف چلتا تو میں اس کے گھوڑے کی ٹانگ پر حملہ کرتی' گھوڑا گرتا تو سوار بھی گر پڑتا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے بیٹے عبداللہ بن زید کو آواز دے کر میری مدد کو بھیجتے۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے بازو پر زخم آیا' خون تھمتا نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر پٹی باندھ لو۔ میری والدہ آئیں' ایک چیتھڑا نکال کر پٹی باندھی اور کہنے لگیں : جا! کافروں سے مقابلہ کر۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کے گھرانے کو بہت دعائیں دیں اور تعریف فرمائی۔ اسی وقت ایک کافر سامنے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔ میں نے بڑھ کر اس کی پنڈلی پر وار کیا' جس سے وہ زخمی ہو کر بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا : بیٹے کا بدلہ لے لیا' اس کے بعد ہم نے آگے بڑھ کر اس کافر کا کام تمام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی تو میں نے عرض کیا : اے اللہ کے رسولؐ ! دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ شانہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب فرمائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تو کہنے لگیں کہ اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا میں مجھ پر کیا مصیبت گزرے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسیلمہ' جو نبوت کا دعویٰ کرتا تھا۔ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے حبیب رضی اللہ عنہ کو لے کر خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی پر روانہ ہوئیں' جب مسیلمہ نے ان کے بیٹے کو شہید کر دیا تو انہوں نے منت مانی کہ یا تو مسیلمہ قتل ہو یا وہ خود جان دے دیں گی۔ یہ کہہ کر تلوار لی اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گئیں اور اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ بارہ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا۔ اسی جنگ میں مسیلمہ مارا گیا اور ان کی منت پوری ہوئی۔

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کی اس بہادری سے ہمیں سبق سیکھنا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ یا اللہ ہمارے دلوں میں بھی یہ جذبہ اور رسول اللہ سے محبت بھر دے' آمین

KHALID TRADERS
NATIONAL DISTRIBUTORS
NTN
BEARINGS
IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

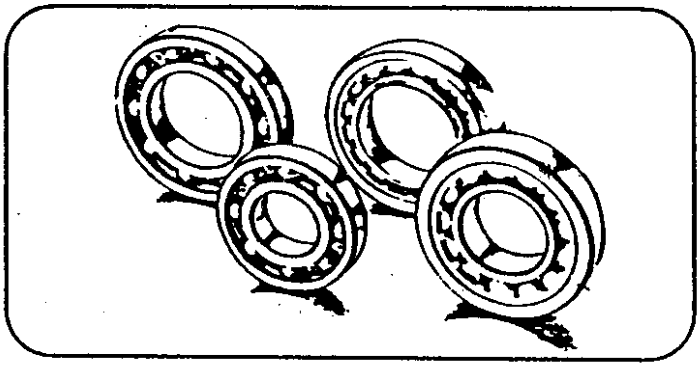

PLEASE CONTACT
Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box #. 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com
FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel : 7723358-7721172
LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918
GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607
WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

کاروان خلافت منزل بہ منزل

حلقہ پنجاب غربی کے زیر اہتمام فیصل آباد میں
ہفت روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

۲۴ تا ۳۰ اگست فیصل آباد میں ہفت روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام منعقد کیا گیا۔ تربیتی پروگرام نماز فجر سے پہلے شروع ہو کر نماز ظہر تک اور توسیع دعوت کا پروگرام ۴ بجے سے لے کر نماز عشاء تک جاری رہتا تھا۔ تربیتی پروگرام کا نمایاں حصہ جماعتی زندگی سے متعلق منتخب نصاب نمبر ۲ کے دروس تھے۔ درس قرآن و حدیث اور تجوید پروگرام کا باقاعدہ حصہ تھے۔ دعوتی پروگراموں میں مختلف گروپوں کی صورت میں انفرادی ملاقاتوں کے علاوہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری بھی ادا کی جاتی رہی۔

۲۴/ اگست : تجوید کی کلاس اور فضائل ذکر کے بیان کے بعد پونے ۹ بجے کفیل احمد ہاشمی صاحب نے سورۃ شوریٰ کی آیات کی روشنی میں اقامت دین کے موضوع پر درس دیا۔

ساڑھے دس بجے ملک احسان الٰہی صاحب نے نماز کے موضوع پر خطاب کیا۔ ۴ بجے تمام رفقاء کی تین ٹیموں نے طارق آباد کے مختلف محلوں میں انفرادی دعوت دی اور مساجد میں خطاب کئے۔ بعد نماز عصر مسجد اکبر میں پروفیسر خان محمد صاحب نے اقامت دین کی اہمیت اور فرضیت بیان کی۔ رشید عمر صاحب نے مسجد طارق آباد میں نبی کریم ﷺ سے محبت کے تقاضے پر خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب مسجد اہل حدیث میں ملک احسان الٰہی صاحب نے تکبیر رب کے موضوع پر خطاب کیا۔

بعد نماز عشاء دفتر حلقہ میں کفیل احمد ہاشمی نے اقامت دین کے موضوع پر گفتگو کی۔

۲۵/ اگست : صبح دس بجے عالمی ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام حسین صاحب نے پونے دو گھنٹے کے خطاب میں واضح کیا کہ قادیانیت جیسے فتنوں کا مکمل علاج اسلامی نظام حکومت کی موجودگی ہی میں ممکن ہے۔ اس حوالے سے تنظیم اسلامی نے دین کے عظیم ترین کام کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ یہی اصل کرنے کا کام ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ قادیانی دین سے دور روشن خیال نوجوانوں کے ذہنوں میں شکوک پیدا کرتے ہیں۔ پھر انہیں دعوت دیتے ہیں۔ محمد نعمان اصغر صاحب نے مسجد العزیز پیپلز کالونی میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے موضوع پر خطاب کیا۔

نماز مغرب کے بعد محمد احسان الٰہی صاحب نے مسجد نوری میں خطاب کیا۔ رشید عمر صاحب اور میاں محمد اسلم صاحب نے بعد نماز مغرب مولانا مجاہد الحسینی صاحب سے خصوصی ملاقات کی۔ انہوں نے اپنے رسالے صوت الاسلام میں ایک مضمون لکھا ہے۔ جس سے امیر محترم کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ ان کے سامنے حقیقت حال واضح کرتے ہوئے کہا گیا کہ بہتر تھا کہ آپ اس کو شائع کرنے سے پہلے امیر محترم سے وضاحت حاصل کر لیتے۔ جس کے بعد انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اس کا ازالہ کریں گے۔

بعد نماز عشاء کفیل احمد ہاشمی صاحب نے سورۃ حم السجدہ کی ایک آیت کی روشنی میں واضح کیا کہ دشمنان اسلام نے لوگوں کو قرآنی تعلیمات سے دور رکھنے کیلئے بے حیائی اور فحاشی کا نیٹ ورک قائم کر دیا ہے۔ لوگوں کے ذہن پراگندہ اور بے حیائی پر آمادہ ہو رہے ہیں۔ ان ہتھکنڈوں سے وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اسلامی نظریات و افکار اور پاکیزہ تہذیب و تمدن کی راہ روک سکیں۔

۲۶/ اگست : درس قرآن و حدیث کے بعد ساڑھے نو بجے میاں محمد اسلم صاحب نے سورۃ فتح کی آیات کے حوالے سے کارکنوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے مشن کی سربلندی کے لئے انتہائی درجے کی جانی اور مالی قربانی سے کام لیا۔ ان اصحاب صبر و وفا کی سیرت کی روشنی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ (۱) امیر کی اطاعت کریں۔ (۲) آپس میں نرم دلی اور محبت و شفقت کا معاملہ ہو۔ (۳) اپنے موقف پر پورا انشراح اور ثابت قدمی حاصل ہو۔ (۴) اپنا نصب العین ہی باہمی بھائی چارے اور دوسروں کے ساتھ تعلق کی بنیاد ہو۔

سوا دس بجے نعمان اصغر صاحب نے سورۃ ق کے حوالے سے آخرت کے انکار کی وجوہات بیان کیں۔

۱۱ بجے مولانا مخدوم صاحب نے سنت رسول ﷺ اور تکمیل دین کے حوالے سے واضح کیا کہ قرآن آخری مکمل ضابطہ حیات ہے۔ آپ کی زندگی سراپا قرآن ہے۔ دونوں مل کر مکمل رہنمائی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اس کی پیروی ہی ہماری عظمت اور کامیابی کی ضمانت ہے۔

رشید عمر صاحب نے کمپیوٹر سائنس کالج آف پیٹرومن کے طلباء اور مدرسین کے سامنے فرائض دینی کا جامع تصور پیش کیا۔

۴ بجے شام فاروق صاحب نے گل بہار کالونی کی قادریہ مسجد میں حب رسول ﷺ کے عملی تقاضے کے موضوع پر خطاب کیا۔ میاں محمد اسلم صاحب نے اللہ والی مسجد میں خطاب کیا۔ انہوں نے جامع مسجد سنہری میں اقامت دین کی فرضیت و اہمیت پر خطاب کیا۔ علاوہ ازیں ایک امبرائڈری فیکٹری میں قرآن مجید کے حقوق کی بات کی۔

پروفیسر خان محمد صاحب نے محفوظ پارک والی مسجد میں ہماری دینی ذمہ داری کے موضوع پر بیان کیا۔ ایک ٹیوشن سنٹر کی دو کلاسوں سے رشید عمر اور حکیم محمد سعید صاحب نے فرائض دینی کے موضوع پر بات کی۔ بعد نماز مغرب مسجد اہل حدیث بٹالہ کالونی میں حکیم محمد سعید نے فرائض دینی کی ادائیگی اور اس کا نبوی منہاج کے موضوع پر خطاب کیا۔

بعد نماز مغرب مسجد العزیز میں کفیل احمد ہاشمی صاحب نے "ہمارا دین ہم سے کیا چاہتا ہے" کے موضوع پر خطاب کیا۔

۲۷/ اگست : نماز فجر کے بعد ملک احسان الٰہی صاحب نے حدیث بیان کی جس کے مفہوم میں یہ شامل تھا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ ہوں گے' جن کے چہرے چمک رہے ہوں گے' انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ پوچھا گیا وہ کون لوگ ہوں گے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں صرف اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔

پونے دس بجے عبدالرؤف صاحب نے سورہ مائدہ' مجادلہ اور ممتحنہ کی آیات کی روشنی میں بتایا کہ اہل ایمان کی باہمی دوستی اور محبت کی بنیاد اللہ اور رسول کی اطاعت ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ ان کی دوستی نہیں ہو سکتی۔ چاہے وہ ان کے ماں باپ' بیٹے اور بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ البتہ وہ لوگ جو غیر جانبداری کا رویہ اپناتے ہیں اور مخالفت نہیں کرتے' ان کے ساتھ اچھا برتاؤ جاری رکھا جائے گا۔

ساڑھے دس بجے ملک احسان الٰہی صاحب نے سورۃ الحدید کا اجتماعی مطالعہ کروایا۔

مسجد العزیز میں جمعہ کا خطبہ "خدمت خلق اور اسلام" کے موضوع پر محمد رشید عمر صاحب نے دیا۔ مسجد اتفاق میں کفیل احمد ہاشمی صاحب اور سوساں چک کی مسجد میں پروفیسر خان محمد صاحب نے خطبہ جمعہ دیا۔ پروفیسر خان محمد صاحب نے بعد نماز عصر نعمت کالونی میں خطاب کیا۔ نماز مغرب مصطفائی مسجد میں ملک احسان صاحب نے تکبیر رب کے موضوع پر خطاب کیا۔

بعد نماز مغرب محمد رشید صاحب نے اتفاق مسجد میں کشف المحجوب کے عنوان سے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا کہ جب انسان سچی توبہ کر کے شعوری طور پر اسلام کو اختیار کرتا ہے تو مطالبات دین کے تین مرحلے اس کے سامنے آتے ہیں۔ جس کے لئے جماعت اور جہاد کا اختیار کرنا لازمی ہے۔ مطالبات دین کی اس سہ منزلہ عمارت کی تکمیل کی جدوجہد کے ذریعے ہی ایک بندۂ مومن صالحین' شہداء اور صدیقین کے زمرے میں شامل ہو سکتا ہے۔ اور انبیاء کا ساتھ نصیب ہو سکتا ہے۔

خیابان کالونی نمبر ۱ میں فتنہ قادیانیت کے سدباب کے لئے عالمی تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مقامی حضرات نے ایک جلسہ منعقد کیا۔ تمام رفقاء نے اس میں شرکت کی۔ اس جلسہ میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض تنظیم فیصل آباد (غربی) کے امیر میاں محمد اسلم صاحب ادا کر رہے تھے۔ جبکہ تنظیم اسلامی کی نمائندگی امیر حلقہ محمد رشید عمر صاحب نے کی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ متحد ہو کر نفاذ اسلام کی جدوجہد کے لئے عوام کی رہنمائی کا حق ادا کریں تاکہ ایسے فتنوں کو مکمل طور پر بند کیا جا سکے۔

۲۸/ اگست : بعد نماز فجر ملک احسان الٰہی صاحب نے درس خطاب کیا۔

حدیث دیا۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ سات قسم کے لوگ قیامت کے دن اللہ کے فرش کے سایہ تلے ہوں گے۔ ان میں ایک قسم ان لوگوں کی ہو گی جو صرف اللہ کی خاطر مل بیٹھنے والے اور اس کی خاطر ملاقات کرنے والے اور اسی کی خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والے ہوں گے۔

ساڑھے نو بجے پروفیسر خان محمد صاحب نے اقامت دین کا کام کرنے والی جماعت کے اوصاف سورۂ شوریٰ کی آیات کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ

۱) یہ لوگ دنیاوی مال و اسباب سے دل نہیں لگاتے۔ ان کی نظر آخرت پر ہوتی ہے۔
۲) یہ لوگ کبائر سے بچنے والے ہوتے ہیں۔
۳) کینہ پرور نہیں ہوتے۔ غصہ پر قابو پانے والے اور درگزر کرنے والے ہوتے ہیں۔
۴) اجتماعی معاملات باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں۔
۵) زیادتی کی صورت میں اگرچہ درگزر بڑے اجر کی بات ہے لیکن اجتماعی امن برقرار رکھنے کے لئے زیادتی کرنے والے کو سزا دینے کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔

سوا دس بجے حکیم محمد سعید صاحب نے سورۂ تغابن کا درس دیا۔ اس کے بعد محمد رشید عمر، پروفیسر خان محمد صاحب، میاں محمد اسلم صاحب، حکیم محمد سعید صاحب اور شیخ سلیم صاحب نے زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور کچھ دوسرے حضرات سے ملاقاتیں کیں۔

رفقاء قبل نماز عصر جھنگ روڈ سنٹرل طز کی مسجد میں پہنچے۔ جہاں رفقاء کو ۴ دعوتی گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ ملک احسان الٰہی صاحب نے مسجد فاروقیہ میں تکبیر رب کے موضوع پر بات کی۔ اس کے علاوہ ۳۲ افراد سے انفرادی ملاقات کی۔

صوبیدار محمد اکرم صاحب کے گروپ نے تقریباً ۲۰ افراد سے انفرادی ملاقات کی۔ حکیم محمد سعید صاحب کے گروپ نے ۱۲۰ افراد سے انفرادی ملاقات کی۔

ویڈیو شاپس اور دکانوں پر گانے بجانے والوں کو اس سے باز رکھنے کے لئے سمجھایا۔ مزید برآں انہوں نے دعوت اسلامی کے ۲۰ نوجوانوں کو تنظیم اسلامی کی فکر سے متعارف کرایا۔

پروفیسر خان محمد صاحب نے جناب شکیل احمد نے کچھ آفیسرز اور ایوب کالونی کی نمایاں شخصیات، بشیر احمد ڈوگر اور نور محمد ڈوگر سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔

عبدالرؤف صاحب نے انفرادی ملاقاتوں کے علاوہ نماز مغرب کے بعد ایک مسجد میں ۸ افراد کے سامنے اقامت دین پر بات کی۔ نماز عشاء کے بعد پروفیسر خان محمد صاحب نے سنٹرل طز مسجد میں "فرائض دینی کا جامع تصور" پر خطاب کیا۔

محمد رشید عمر صاحب نے نماز عصر کے بعد پنجاب کالج آف کامرس کے طلباء کی سامنے فرائض دینی کے جامع تصور پر گفتگو کی۔

۲۹/اگست : ساڑھے چار بجے احادیث کی روشنی میں توبہ، استغفار اور آداب معاشرت کے باب میں پردے کی اہمیت اور فضائل بیان کیے گئے۔

بعد نمازِ فجر ملک احسان الٰہی صاحب نے درس حدیث میں واضح کیا کہ وراثت کی تقسیم میں انصاف نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ ساڑھے پانچ بجے تجوید القرآن کی کلاس میں رموز و اوقاف سمجھائے گئے۔ سوا نو بجے حکیم محمد سعید صاحب نے سورۃ الصف کی آیات کی روشنی میں انقلابی جماعت کے وجود میں آنے کے طریقہ کار اور اس میں نظم کی اساس یعنی بیعت پر درسِ قرآن دیا۔

ساڑھے دس بجے عبدالرؤف صاحب نے سورۃ الصف کی روشنی میں اقامت دین کے لئے تن من دھن لگانے کی پرزور دعوت سامعین کے سامنے رکھی۔ انہوں نے سورۂ مبارکہ کی ابتدائی آیات کی روشنی میں انہوں نے واضح کیا کہ اہل ایمان کی تسبیح کرنے کا حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب وہ اپنی جان اور مال اللہ کے دیئے ہوئے نظام کو غالب کرنے کی جدوجہد میں لگا دیتا ہے۔ اگر وہ زبان سے تسبیحات کی مالائیں جپتا ہے لیکن عملاً اپنی دنیا بنانے اور بچا بچا کر رکھنے میں لگا ہے تو قول اور فعل کا یہ تضاد اللہ کے غضب کو بھڑکا دینے والا ہے۔

سوا گیارہ بجے جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ جس میں رفقاء نے مختلف اشکالات کے حوالے سے موضوع کو سمجھنے کی کوشش کی۔

رفقاء پونے چار بجے بعد نماز ظہر جامع مسجد محمدی نثار کالونی پہنچے۔ توسیع دعوت کی غرض سے رفقاء کو چار ٹیموں میں تقسیم کردیا گیا۔ حکیم محمد سعید صاحب کی ٹیم نے ویڈیو شاپس کے مالکان سے نہی عن المنکر کے تحت برائی کی اشاعت کے بھیانک نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے اس کام کو بند کرنے کی درخواست کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے ۲۵ افراد سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔

سجاد صاحب کی ٹیم نے تقریباً ۱۲۵ افراد سے انفرادی سطح پر بات کی اور ملک احسان الٰہی صاحب نے مسجد شہدائے اسلام میں بعد نماز مغرب ۱۱۰ افراد کے سامنے محبت رسول ﷺ کے تقاضے کے حوالے سے خطاب کیا۔ اسی طرح عبدالرؤف صاحب کی ٹیم نے بھی انفرادی ملاقاتیں کیں۔ کفیل احمد ہاشمی نے ۱۲۵ افراد کے ساتھ انفرادی سطح پر گفتگو کی۔ تین عدد ویڈیو شاپس کو اس بے حیائی کی اشاعت ختم کرنے سے متعلق ترغیب دی۔ اور بعد نماز مغرب محمد رشید عمر صاحب نے ایک مسجد میں فرائض دین ادا کرنے کی اہمیت سامعین کے سامنے واضح کی۔

۳۰/اگست : صبح ساڑھے چار بجے پردے اور ستر کے احکامات پر روشنی ڈالی گئی۔ مزید احادیث کی روشنی میں یہ واضح ہوا کہ مال و دولت جمع کرنے کی بجائے بقدر ضرورت حاصل کرنا پسندیدہ ہے۔ ہاں اگر اللہ کی طرف سے دنیاوی وسائل کی فراوانی ہو جائے تو پھر اس کا حق ادا کیا جائے۔

بعد نماز فجر معاشرتی آداب کے بارے میں ملک احسان الٰہی صاحب نے حدیث بیان کی۔ تجوید القرآن کے پیریڈ میں فرداً فرداً تلاوت کی مشق اور تصحیح کروائی گئی۔

پونے دس بجے نعمان اصغر صاحب نے اجتماعی کاموں میں امیر اور مامورین کے طرز عمل پر "مامورین کا رخصت لے کر اجتماعی کاموں سے پیچھے رہ جانے کا مقام اور درجہ اللہ کی نظر میں کیا ہے۔" کے موضوع پر آیات قرآنیہ کی روشنی میں بیان کیا۔

ساڑھے دس بجے صوبیدار (ر) محمد اکرم صاحب نے سورہ مومنون کی ابتدائی آیات کی روشنی میں بندۂ مومن کی سیرت کے خدوخال پر درس قرآن دیا۔

سوا گیارہ بجے جہاد فی سبیل اللہ پر مذاکرہ مکمل کیا گیا۔ مذاکرہ میں جہاد اور قتال کے فرق کا موضوع بھی زیر بحث آیا۔

پورے بارہ بجے ہفت روزہ تربیتی اور دعوتی پروگرام کے بارے میں مجلس محاسبہ منعقد ہوئی۔ جس کے بارے میں مجموعی رائے سامنے آئی کہ اس پروگرام کی جو ترتیب معین کی گئی تھی اس پر ۹۰ فیصد عمل درآمد ہوا۔ اور اس کے بہتر نتائج سامنے آئے۔ خاص طور پر منتخب نصاب نمبر ۲ کے تربیتی دروس کا سلسلہ رفقائے تنظیم نے خود مکمل کیا۔ اسی طرح توسیع دعوت کے لئے پورے شہر کے چاروں حصوں میں مساجد میں خطاب کے علاوہ انفرادی ملاقاتیں بھی کی گئیں۔

چار بجے شام رفقاء مولانا ضیاء القاسمی صاحب کے مدرسہ قاسمیہ پہنچے۔ منتظمین کی طرف سے ہر ممکن تعاون کی پیشکش کی گئی۔ چنانچہ ان کے تعاون سے بعد نماز عصر غلام محمد آباد کی گول مسجد میں تقریباً ۶۰ افراد کے سامنے انقلابی دعوت پروفیسر خان محمد صاحب نے پیش کی اور بعد نماز مغرب انہوں نے مدرسہ قاسمیہ کی مسجد میں تقریباً ۱۵۰ سامعین (جن میں نمازی حضرات، مدرسین اور طلباء شامل تھے) کے سامنے فرائض دینی کا جامع تصور کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ جس پر مولانا حق نواز صاحب مدرس اعلیٰ، مدرسہ قاسمیہ نے فرمایا "لگتا ہے کہ تنظیم اسلامی کے کارکن فعال ہو گئے ہیں"۔

ملک احسان الٰہی صاحب کی ٹیم نے ۲۵ افراد سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ بعد نماز مغرب ایک مسجد میں انہوں نے تکبیر رب کے موضوع پر خطاب کیا۔ میاں محمد اسلم صاحب کی ٹیم نے ۱۵ افراد سے انفرادی ملاقات کی۔ بعد نماز مغرب مولوی نگینہ والی مسجد میں "حب رسول اور اس کے عملی تقاضے" کے موضوع پر مختار احمد صاحب نے خطاب کیا۔ مسجد احسان، اعظم آباد میں محمد رشید عمر صاحب نے "توحید عملی کے تقاضے" کے موضوع پر گفتگو کی۔ نماز عشاء دفتر حلقہ کی قریبی مسجد میں ادا کی گئی۔ اس طرح یہ سات روزہ دعوتی پروگرام بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

(رپورٹ : مختار احمد)

مبتدی تربیت گاہ

رفقاء نوٹ فرمالیں کہ آئندہ مبتدی تربیت گاہ 10 تا 16/اکتوبر 25۔ آفیسرز کالونی، نزد چونگی نمبر9 قرآن اکیڈمی ملتان میں منعقد ہو گی۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8، شمارہ 38
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین برائے تحریر:
○ فرقان دانش خان ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

ملتزم رفقاء تنظیم اسلامی پاکستان آگاہ رہیں کہ

سالانہ تربیتی اجتماع برائے ملتزم رفقاء

24 تا 28 اکتوبر، قرآن آڈیٹوریم

اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور میں منعقد ہو گا، ان شاء اللہ العزیز

رفقاء نوٹ فرمالیں کہ:

- پہلی نشست کا آغاز 24/ اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عصر ہو گا اور 28/ اکتوبر جمعرات بعد نماز ظہر تک یہ اجتماع جاری رہے گا۔
- قیام و طعام کا انتظام قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور میں ہو گا۔ تمام شرکاء کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ 24 اکتوبر نماز ظہر سے قبل قرآن اکیڈمی لاہور میں قائم استقبالیہ پر رپورٹ کریں اور اپنی رہائش گاہ میں پہنچیں۔
- اجتماع گاہ میں بروقت پہنچنا انتہائی ضروری ہو گا 5 منٹ کی تاخیر کے بعد اجتماع گاہ میں داخلہ کی اجازت نہ ہو گی۔
- ملتزم رفقاء تنظیم اسلامی پاکستان کیلئے اس اجتماع میں شرکت لازمی ہو گی۔ صرف ان مبتدی رفقاء کو شرکت کی اجازت ہو گی جو پہلے سے اپنے امیر حلقہ کی وساطت سے اجازت حاصل کر چکے ہوں۔
- صرف ایسی خواتین کو شرکت کی اجازت ہو گی جو رفیقات تنظیم ہوں اور جن کے ساتھ چھوٹے بچے نہ ہوں۔ بیرون لاہور سے آنے والی رفیقات کے لئے محدود پیمانہ پر رہائش کا انتظام ہو گا۔
- کسی بھی ملتزم رفیق کی رشتہ دار خاتون کو جو رفیقہ تنظیم نہ ہوں اجتماع میں شرکت کی اجازت نہ ہو گی۔
- شرکاء اجتماع موسم کے مطابق بستر اور اپنے ذاتی استعمال کی دیگر اشیاء ساتھ لے کر آئیں۔

المعلن: ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان فون: 6316638

کراچی شرقی نمبر ۳ کا ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر ۳ کا ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام ۱۳ اور ۱۴/ اگست کو منعقد ہوا۔ ۱۳/ اگست کو بعد نماز عشاء جامع مسجد طیبہ میں امیر تنظیم جناب انجینئر نوید احمد صاحب نے "اُمت مسلمہ کے عروج و زوال" کے موضوع پر خطاب کیا۔ رفقاء کے علاوہ ۲۵/ احباب نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ بعد ازاں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی قراءت کے حوالے سے رفقاء کی تجوید کی اصلاح کی گئی۔

۱۴/ اگست کو رفقاء نے نماز تہجد کی ادائیگی سے دن کا آغاز کیا۔ قبل نماز فجر انفرادی عبادت کی گئی۔ بعد نماز فجر عامر خان صاحب نے درسِ حدیث دیا جبکہ نعمان صاحب نے سورۃ العصر پر تذکیری گفتگو کی۔

صبح دس بجے اقبال احمد صدیقی صاحب کے گھر پر "دین و مذہب کا فرق" کے موضوع پر نوید احمد صاحب نے لیکچر دیا اور سوالات کے جوابات دیئے۔ رفقاء کی علاوہ ۲۰ احباب شریک تھے۔ عصر تا مغرب گھر گھر جا کر بعد نماز مغرب پروگرام کی دعوت دی گئی۔ نماز مغرب کے بعد مقامی پارک میں "پاکستان کے ۵۲ سال۔ کیا کھویا کیا پایا" کے موضوع پر نوید صاحب نے خطاب کیا۔ (رپورٹ: عمران لطیف)

اسرہ کمال آباد کے تحت درسِ قرآن

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے اسرہ کمال آباد کے تحت راولپنڈی کے ایک مضافاتی اور دور دراز بستی میں تنظیم کے ایک نوجوان رفیق محمد ساجد صاحب کے گھر پر، جو کہ چکری روڈ پر واقع ہے، درسِ قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ اس مقام پر درسِ قرآن کا اہتمام کرنے کیلئے انتہائی مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا تھا اور نظر ایسا آتا تھا کہ شاید یہاں پر یہ پروگرام منعقد نہ ہو سکے۔ کچھ یہ علاقہ پسماندہ بھی ہے اور تعلیم کی بھی بہت کمی ہے۔ مگر اللہ کی مدد اور ہمارے رفیق محمد ساجد صاحب کی کوششوں سے یہاں پر درسِ قرآن کی محفل منعقد ہو گئی۔ مدرس جناب اشتیاق حسین خان صاحب تھے۔ انہوں نے سورۂ فاتحہ پر انتہائی مؤثر درس دیا۔

نامساعد حالات کے باوجود حاضرین کی تعداد ۱۸ تک پہنچ گئی تھی۔ ایک مضافاتی علاقے میں تنظیم کا پیغام پہنچ جانا بہت بڑی بات ہے اور جہاں پر لوگ مسلکی گروہ بندیوں کے باعث کوئی دوسری بات سننے کو تیار نہیں ہوتے وہاں پر دینِ حق کی تبلیغ ہو جانا بہت بڑا کام ہے۔ اس درس کی برکت سے اس علاقے میں ان شاء اللہ تنظیمی کام کرنا آسان ہو جائے گا۔ (رپورٹ: شادمان مسعود صدیقی)